ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ فروری ۱۹۶۲ء

6/٦٥

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

ساقیٔ کوثر

صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد ظہور الحق ظہور۔ گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی گھیب ضلع اٹک

تجھ سا نہ کوئی اے شہِ خوباں نظر آیا
خود حُسن ترے حُسن پہ نازاں نظر آیا

وَاللّیل ترے گیسوئے مُشکیں کی قسم ہے
وَالشّمس ترا رُوئے درخشاں نظر آیا

تُو سارے جہانوں کے لئے رحمتِ حق ہے
تُو سب سے بڑا محسنِ انساں نظر آیا

اعدا بھی ترے صدق و امانت کے ہیں قائل
شاہد ترے اخلاق پہ قرآں نظر آیا

جب حق و صداقت کا علم تُو نے اٹھایا
سب لشکرِ طاغوت پریشاں نظر آیا

ہے فرش سے تا عرش ترا ذکرِ مقدّس
تُو باعثِ تزئینِ گلستاں نظر آیا

اقلیمِ نبوّت کے شہنشاہِ معظّم
دربار ترا منبعِ احساں نظر آیا

تُو بندۂ کامل ہے تُو انسانِ مکمّل
تُو عظمتِ انساں کا نگہباں نظر آیا

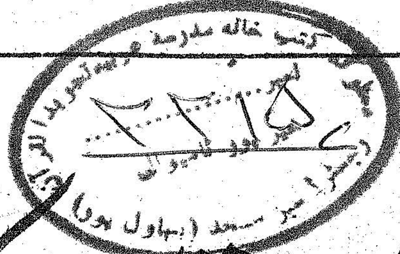
تُو شافعِ محشر ہے تُو ہی ساقیٔ کوثر
تُو سارے رسُولوں میں نمایاں نظر آیا

ہو ختمِ نبوّت کی قبا تجھ کو مبارک
تُو تاجورِ کشورِ ایماں نظر آیا

عالم ہے ترے نورِ نبوّت سے منوّر
ہر ذرّہ ترے فیض سے تاباں نظر آیا

ہے شان تری اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ
جو لفظ تری شان کے شایاں نظر آیا

چمکا ہے ظہور اپنے مقدّر کا ستارا
اب ذکرِ نبی زیست کا عنوان نظر آیا



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ | ۲۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ فروری سنہ ۱۹۶۲ء | شمارہ ۴۰

محکمہ تعلیم و محکمہ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

رحمتوں اور بخشش کا مہینہ
رمضان المبارک
تاج کمپنی لمیٹڈ نے ہر سال کی طرح امسال بھی ماہ رمضان المبارک کی خوشی میں اپنے ہاں کے تمام قرآنوں تفسیروں اور اسلامی مطبوعات کے ہدیوں میں خاص رعایت کر دی ہے جو یکم فروری سے شروع ہو کر ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۶۲ء تک جاری رہے گی۔
مکمل فہرست مفت طلب فرمائیے اور جو قرآن پاک منگوانا چاہیں جلد از جلد منگوا لیجئے
تاج کمپنی لمیٹڈ، پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

اداریہ

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

روزنامہ جنگ کراچی کی اشاعت ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء میں "پاکستان میں انگریز زدہ ذہنیت کا خاتمہ کرنے کے لئے اردو بولنے کی تحریک کا آغاز" کے عنوان سے ایک شذرہ شائع ہوا ہے۔ جس کو پورا نقل کرنے کے بعد اس کے بارہ میں کچھ عرض کیا جائیگا

راولپنڈی کی ممتاز شخصیتوں نے اردو بولنے کی تحریک شروع کی ہے۔ جس میں شہر کے لیکچرار، وکیل، مجسٹریٹ حتی الامکان اردو بولنے کی کوشش کریں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ انگریزی زبان کے بے جا استعمال سے عاجز ہیں انہوں نے لاہور کی اس تحریک کو بہت سراہا جو دوکانوں کے نام اردو میں لکھنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ مغربی پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں دوکانوں کے بورڈ زیادہ تر انگریزی میں لکھے ہوتے ہیں۔ مثلاً کراچی کی مشہور الفنسٹن اسٹریٹ کی شاذ و نادر دوکانیں ایسی ہیں جن کے نام اردو میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پاکستان کس حد تک انگریزی زدہ ہو گیا ہے جس کا سہرا ان انگریزی سکولوں اور کالجوں کے سر ہے جو مرکزی حکومت کے زیر سایہ چل رہے ہیں یہ ادارے جس قسم کے شہری پیدا کر رہے ہیں وہ پاکستان کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھے"۔

اخبار جنگ کراچی کا مندرجہ بالا مضمون بلا کم و کاست نقل کر دیا گیا ہے۔ ہمیں ان مجسٹریٹوں، وکیلوں، لیکچراروں سے ہمدردی ہے جو انگریزی کے بے جا استعمال سے تنگ آ چکے ہیں۔ مگر خود کردہ را چارہ چیست۔ یہی حضرات تھے جو علماء کرام کی اس لئے مخالفت کیا کرتے تھے کہ انہوں نے انگریزی تعلیم کی مخالفت کی تھی۔ ظاہر ہے کہ کسی ہنر، پیشے اور صنعت و حرفت کا سیکھنا ممنوع نہیں۔ رزق حلال کی تلاش فرض ہے تبلیغ اسلام اور بنی نوع انسان کی حقیقی خیرخواہی کی خاطر دوسری زبانوں کا سیکھنا بعض اوقات لازم ہو جاتا ہے۔ مگر جب تجربے سے یا ایمانی بصیرت سے یہ یقین ہو جائے۔ کہ فلاں پیشہ اختیار کرنے اور فلاں قسم کے آدمیوں کے ساتھ رہنے سے ایمان خطرہ میں پڑ سکتا ہے یا فلاں تعلیم سے غیر اسلامی تربیت ہو کر اسلام اور اسلامی تعلیمات سے برگشتہ ہونے کا غالب گمان ہے تو پھر ایسے کام کے قریب جانے کا معنی ایمان و اسلام کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ کوئی مسلمان ہوگا جو جان بوجھ کر ایسا کرے یا ایسا کرنے کی اجازت دے۔ ابتداء امر میں علماء ربانیین نے ایمانی بصیرت سے یہی بات کہی تھی کہ کالجوں کی تعلیم جائز نہیں مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ پھر بھی اسلامی عہد حکومت ابھی ابھی ختم ہوا تھا۔ ملک بھر میں علماء دین کی آواز کا اثر تھا۔ عرصہ تک خاص دنیا داروں کے سوا جو ہر حکومت میں عہدوں کے خواہشمند ہوتے ہیں عوام نے انگریزی تعلیم میں کم حصہ لیا۔ مگر فرنگی نے بھی شیطان کے کان کترے تھے۔ اس کے خاص خاص آدمیوں نے اسلامی سکول اسلامی کالج کے نام سے یہ تعلیم جاری کی۔ اور اس طرح اسلام کا لیبل لگا کر

قوم کو اس جدید تعلیم کی طرف مائل کیا۔ کتنی کامیاب چال تھی کہ خرچ قوم کا اور کام سارا وہی جو سرکاری انگریزی کالجوں میں ہو رہا تھا۔

بہر حال جب ملک کے سرمایہ دار، جاگیردار، حکومت کے عہدہ دار اور خود حکومت بھی علماء کرام کے خلاف سازش میں یا ان کا وقار ختم کرنے میں مصروف ہو تو ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ انگریز کی اس سلسلہ میں دوسری ضرورت بھی تھی کہ قرآن پاک نے نصرانیوں کے خلاف جہاد فرض کیا اور صاف حکم دیا تھا کہ یہود اور نصرانیوں سے دوستی نہ کرنا۔ بلکہ یہاں تک کہ جو تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔ اس قرآن پاک کے حامل اور عامل علماء کرام ہی تھے۔ اس لئے بھی علماء کا وجود انگریزوں کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا۔ اس وقت سے برابر علماء کرام اپنوں اور پرایوں کی مخالفت اور پروپیگنڈا کے تختۂ مشق رہے۔ آج ہماری حکومت کے ذمہ داروں کو بھی معلوم ہو گیا اور وزراء تک نے بھی اعلان کر دیا کہ کالجوں کا موجودہ نصاب تعلیم غیر ملکی حکومت نے اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے وضع کیا تھا۔ لیکن اب جہاں علماء کرام کی ایمانی بصیرت کی صداقت آشکارا ہوئی وہاں لارڈ میکالے کی پیش گوئی بھی پوری ہو گئی۔ جس نے کہا تھا کہ ہمارے ان کالجوں سے اگر لوگ عیسائی نہ بنیں تو نہ سہی وہ مسلمان بھی نہ رہیں گے جو لوگ آج قرآن کے ان معانی کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے تھے آج کے زمانہ کے لئے مناسب نہ سمجھیں، وہ لوگ جو قرآن کی پردہ والی آیتوں اور حکموں کو العیاذ باللہ قابل عمل قرار نہیں دے رہے، وہ لوگ جو نماز روزہ کی ضرورت کے قائل نہیں ہیں، وہ لوگ جو حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرتے اور وہ لوگ جو بے محابانہ ڈانس کو اسلامی ثقافت کہتے، سود اور جوئے کو جائز سمجھتے یا علمِ دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اسلام کے اجماعی مسائل کو غلط کہتے اور قرآن پاک کے اجماعی معانی کا انکار کرتے ہیں کیا یہ سب کے سب لارڈ میکالے کے قول کی تائید اور علماء کرام کے جرأت مندانہ فتوے کی تصدیق نہیں کرتے۔ حالانکہ انگریز اور انگریزی کے دلدادگان کو آزادانہ بدمستیوں کا موقعہ ابھی ابھی ملا ہے جس سے سب چیخ اٹھے ہیں۔

"آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا"

خدا خدا کرکے اب زمانہ حقیقت پسندانہ نگاہ سے دیکھنے لگا ہے۔ اگرچہ مغربی تہذیب اور فرنگی تعلیم نے تباہی مچا دی ہے۔ مگر صبح کا گم ہوا رات کو گھر آ جائے تو بھی غنیمت ہے۔ مندرجہ بالا بیان جو اخبار جنگ کراچی سے نقل کیا گیا ہے بتا رہا ہے کہ اب خود انگریزی دان انگریزی کو سر پر چڑھانے سے تنگ آ چکے ہیں۔ آخر غلامی کی لعنت کے بعد غلامانہ ذہنیت کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے ہم نہیں سمجھتے جب جج پاکستانی ہے، مدعی پاکستانی ہے مدعا علیہ پاکستانی ہے، گواہ پاکستانی ہے، ریڈر پاکستانی ہے، پولیس پاکستانی ہے، حکومت پاکستانی ہے تو عدالتی کاروائی اور وکیلوں کی بحث انگریزی میں کیوں ہوتی ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ لاہور اور راولپنڈی کے تعلیم یافتہ افراد کا احساس اور اقدام کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو اصلاح حال کی طرف ایک قدم اور نیک فال ہے — اللہ تعالےٰ حکومت، حکام اور عوام کو بصیرت عطا فرمائے کہ وہ فرنگی کی پیدا کردہ تہذیب اور علماء دین سے وحشت کو جتنا جلدی ہو خیرباد کہہ دیں تاکہ ہمارا ملک پوری یکجہتی سے اپنے مسائل حل کرنے میں منہمک ہو سکے۔ آمین یا رب العالمین!

تسبیح وغیرہ کی فضیلت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معراج کی رات میں ابراہیم علیہ السلام سے میں نے (ساتوں آسمانوں پر) ملاقات کی انہوں نے فرمایا اے محمدؐ اپنی امت کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے یعنی خوشبودار ہے اور جنت کا پانی شیریں ہے اور اس کا میدان درختوں سے بالکل خالی ہے اور اور اس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔

عَنْ يُسَيْرَةَ رضؓ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ۔ حضرت یسیرہ رضؓ کہتی ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور سبحان الملك القدوس یا سبوح قدوس ربنا ورب الملئكة والروح۔ پڑھنے کو اپنے اوپر لازم سمجھو اور اپنی انگلیوں پر گنو اس لئے کہ انگلیوں سے پوچھا جائیگا اور یہ جواب دیں گی۔ اور اس میں غفلت نہ کرنا ورنہ

روزہ کے احکام و مسائل

سال بھر میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ فرض ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا۔ بالغ ہونا۔ حیض و نفاس سے پاک ہونا مگر حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔ نیّت روزے کی کرنا۔ مقیم ہونا۔ تندرست ہونا۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور مباشرت سے پرہیز رکھنے کا نام روزہ ہے۔ سحری کھانا مسنون ہے۔ اور سحری دیر کر کے کھانا اور افطار میں بعد غروب آفتاب کے جلدی کرنا مستحب ہے۔ افطار کھجور یا پانی سے کرنا۔ لغو و بیہودہ باتوں اور غیبت سے بچنا بھی مستحب ہے۔ روزے میں کوئی چیز چبانا یا چکھنا، بوسہ لینا، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، لڑنا مکروہ ہے۔ کھانے پینے مباشرت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قصداً منہ بھر قے کرنے سے روزہ قضا رکھنا پڑتا ہے۔

وہ امور
جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے

۱۔ روزہ کی حالت میں وضو یا غسل کرتے وقت منہ یا ناک کے ذریعے غلطی سے حلق میں پانی چلا جائے تو روزہ جاتا رہتا ہے صرف قضا کرنی ہوگی۔
(مراقی الفلاح صفحہ ۴۰۶ عالمگیری ص ۱۵۱ جلد ۲)

۲۔ اسی طرح اگر روزہ کی حالت میں روزہ کا دھیان رہتے ہوئے قصداً لوبان یا اگربتی کا دھواں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق میں اتار لیا جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرنی ہوگی۔ (شامی ص ۱۰۶)

۳۔ اسی طرح اگر کان میں یا ناک میں تیل یا کوئی گیلی دوا ڈالی جائے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ صرف قضا کرنی ہوگی۔
(مراقی الفلاح ص ۴۰۶ در مختار ص ۱۱۱ جلد ۲)

۴۔ اسی طرح اگر سحری کے وقت منہ میں پان رکھ کر سو جائے اور صبح صادق کے بعد آنکھ کھلے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف قضا کرنی ہوگی۔
(امداد الفتاویٰ ص ۱۰۷ جلد ۲)

۵۔ اسی طرح اندامِ نہانی میں اگر دوا رکھی جائے یا انگلی داخل کی جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرنی ہوگی۔ (مراقی الفلاح ص ۴۰۹)

۶۔ اسی طرح ماہواری کے آجانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی صرف قضا کرنی ہوگی۔
(طحطاوی ص ۸۴)

۷۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ کی حالت میں بیمار پڑ جائے اور دوا وغیرہ کے لئے روزہ توڑنے کی ضرورت پیش آ جائے تو گناہ کوئی نہیں روزہ توڑ دیا جائے بعد میں صرف قضا کرلے۔ (فتاویٰ مولانا عبدالحی ص ۴۳ ج ۲)

روزہ کھولنے کی نیت

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ط
اور میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیّت کی۔

روزہ کھولنے کی نیّت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَ
اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور
عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط
تجھ پر بھروسہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

تسبیح تراویح

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَ الْمَلَكُوْتِ ط
سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَ الْعَظْمَةِ وَ
الْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَ الْكِبْرِيَآءِ
وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ
الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ط سُبُّوْحٌ
قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ
اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ
يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ ط

ماہِ رمضان کی راتوں میں یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ
فَاعْفُ عَنَّا يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ ط

۸۔ اسی طرح اگر یہ خیال کر کے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ کھانا کھانے لگ جائے لیکن بعد میں معلوم ہو جائے کہ سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد کھانا کھایا تھا تو وہ روزہ نہیں ہوگا اس کی قضا کرنی ہوگی
(مراقی الفلاح ص ۴۰۴ در مختار ص ۱۱۳ جلد ۲)

وہ امور
جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱۔ روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ یا کاجل یا اور کوئی گیلی دوا ڈالنا جائز ہے۔
(شامی جلد ۲ ص ۱۰۲)

۲۔ اسی طرح سر میں اور بدن میں تیل ملنا بھی جائز ہے۔ (شامی جلد ۲ ص ۱۰۲)

۳۔ اسی طرح عطر اور پھول سونگھنا بھی جائز ہے۔ (شامی جلد ۲ ص ۱۰۴)

۴۔ اسی طرح روزہ کی حالت میں ہر کسی وقت مسواک کرنا بھی جائز ہے۔ خواہ مسواک سوکھی ہو یا تر۔ کڑوی ہو یا میٹھی۔ سب طرح کی جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۲ ص ۱۱۱)

۵۔ غسل کرتے وقت اگر کان میں پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (مراقی الفلاح ص ۴۰۴)

۶۔ اسی طرح اگر خود بخود قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔
(شامی ج ۲ ص ۱۲۰)

۷۔ اسی طرح اگر خود بخود قے منہ میں آئی اور خود بخود ہی اندر چلی گئی تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا
(شامی جلد ۲ ص ۱۲)

۸۔ اسی طرح اگر روزہ سے سونے میں احتلام ہو جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(عالمگیری ج ۲ ص ۱۲)

۹۔ اسی طرح اگر روزہ سے نکسیر آجائے یا بلا ماہواری کے یا حالتِ حمل میں خون آجائے یا مسوڑھوں سے خون نکل آئے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
(طحطاوی ص ۸۷-۸۴ ۔ شامی ص ۱۰۶ ج ۲)

۱۰۔ اسی طرح اگر بوقت ضرورت زبان سے کوئی چیز چکھی جائے یا دانتوں سے چبائی جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (شامی ص ۱۲۲ ج ۲)

(ماخوذ)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۷ شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۶۲ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

دنیا کو پسند کرنا اور آخرت کو نظر انداز کرنا

یہ ایک روحانی بیماری ہے

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۝

(سورۃ القیامۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ تم تو دنیا کو چاہتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔

دنیا کو پسند کرنا اور آخرت کی زندگی کو نظر انداز کرنا یہ ایک روحانی بیماری ہے۔ جس کی وجہ سے قبر میں سخت عذاب ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اسی روحانی بیماری کے متعلق فرماتے ہیں کہ تم دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو۔ اور آخرت کی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

اکثر لوگ امتحان میں پاس ہونے، تنخواہ کے بڑھنے کے فکر میں لگے رہتے ہیں خدا کا نام یاد کرنے کا بہت کم کو شوق ہے۔

چاہئیے تو یہ تھا۔ کہ آخرت کا نفع مقدم ہو۔ اور دنیا کا موخر لیکن آج کل اُلٹا حساب ہے۔ اکثر لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

آئینۂ عیسائیت

تردید عیسائیت میں سابق پادری علامہ عبداللہ کی کتاب "تحفۃ الاریب فی الرد علی الصلیب" کا اردو ترجمہ جس کے بارہ میں سابق وزیر علامہ عبداللہ شمس الحق صاحب افغانی تحریر فرماتے ہیں۔

"میری نظر میں عیسائی مذہب کی حقیقت اور اس کے باطل ثابت کرنے میں یہ کتاب بہترین کتاب ہے میں مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو ضرور خریدیں۔"

قیمت ۷۵ پیسے

ناظم مکتبہ دار الاشاعت والتبلیغ ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

دوکاندار یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے تو گاہک چلے جائیں گے۔ اور تھوڑے سے پیسے جو کماتے ہیں۔ وہ نہیں کما سکیں گے۔ طالب علم پاس ہونے کی فکر میں رہتے ہیں اُن کو نماز کی بالکل پرواہ نہیں ہے۔ ملازمت پیشہ لوگ گریڈ بڑھانے کی فکر میں ہر نماز کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ شیطان نے قیامت تک کی مہلت مانگی ہوئی ہے۔ اور اس کا کام ہے۔ انسانوں کو گمراہ کرنا۔ اُس نے کہا تھا۔ کہ

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝

(سورۃ ص رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ اے اللہ! تیری عزت کی قسم ہے۔ کہ میں اس (آدم علیہ السلام) کی ساری اولاد کو گمراہ کروں گا مگر چند تیرے مخلص بندے میرے پنجے سے بچ جائیں گے۔

شیطان نے حقیقت میں انسانوں کو گمراہ کیا ہوا ہے۔ ملازم پیشہ لوگوں کے دلوں میں خیال پیدا کرتا ہے۔ تو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گیا۔ تو تیری تنخواہ کٹ جائے گی طالب علموں کو کہتا ہے اگر تو نے نماز پڑھنی شروع کر دی تو وقت ضائع ہوگا۔ اور دوکانداروں کو کہتا ہے۔ کہ گاہک واپس چلے جائیں گے اسی طرح ہر ایک کو اپنے اپنے پیشہ میں مختلف طریقوں سے گمراہ کرتا ہے۔ مولویوں کو بھی گمراہ کرتا ہے

لاہور میں دو قسم کے مولوی ہیں۔ ایک تو وہ جو تنخواہ لیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو محلے والوں کی روٹیاں کھاتے ہیں۔ اُن کو یہ کہتا ہے۔ کہ اگر تم نے حق کہا۔ تو تنخواہ بند ہو جائے گی۔ اور محلہ والوں کی روٹیاں نہیں ملیں گی۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اور مجھ کو اس روحانی بیماری سے بچائے۔ اور آخرت کو اول اور دنیا کو دوم نمبر پر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آخرت کی بہتری کا خیال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اگر انسان مجھ سے ڈرتا ہے اور دنیا والوں سے نہیں ڈرتا۔ تو میں اس کو وہاں سے رزق دوں گا جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہوگا۔

عورتوں میں ایک مرض ہے۔ کہ وہ خاوند کی ناراضگی میں نماز کی بالکل پرواہ نہیں کرتیں۔ مغرب اور عشاء کی نماز جاتی ہے تو جائے۔ مگر خاوند ناراض نہ ہو

ہر جمعرات کو میں سبق دیا کرتا ہوں اگر یہ سبق پک جائے۔ یعنی دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح نہ دیں۔ تو بیڑا پار ہو جائے۔

بعض دوکاندار ملازم پیشہ اور تجارت پیشہ لوگ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ نماز باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آخرت کی زندگی کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

"اقبال"

"چلو پھر دیارِ حبیب میں کہ سکونِ قلب یہاں نہیں"

سب سے بڑا خوش نصیب وہ انسان ہے جو گنبدِ خضراء کے سامنے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ عرض کرے اور سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے جواب سے نوازیں۔ اس عقیدہ کے متعلق بعض غلط فہمیوں کے ازالے اور عشق نبوی میں زیادتی کیلئے کتاب رحمتِ کائنات کا مطالعہ کیجئے۔ بار چہارم ہدیہ ۲ روپے محصولڈاک ۶۲ پیسے۔ زائرحرم کیلئے ایک روپیہ ۶۲ پیسے پیشگی آنے پر محصولڈاک بھی معاف

پتہ :۔ حافظ محمد ابراہیم مدرسہ محمودیہ شمس آباد ضلع اٹک

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

آدمی دو قسم کے ہیں

پہلی قسم وہ ہے۔ جن کا مقصد حیات فقط یہ ہے۔ کہ دنیا کی زندگی آرام سے گزرے۔

دوسری قسم وہ ہے۔ جن کا مقصد یہ ہے۔ کہ آخرت کے حساب و کتاب میں کوئی خلاف مرضی الٰہی کرنے کا ہم پر الزام نہ لگنے پائے۔

ثبوت

پہلی قسم

قولہ تعالیٰ (مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَۃَ عَجَّلۡنَا لَہٗ فِیۡہَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَہٗ جَہَنَّمَ یَصۡلٰىہَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا)

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے۔ تو ہم سردست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں۔ دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گریگا

برادران اسلام

اللہ تعالےٰ نے یہ فیصلہ جو سنایا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے ایک طرح پر تازیانہ عبرت ہے۔ کاش کہ مسلمان اس پر غور کریں۔ کہ اللہ تعا کیا فرما رہا ہے۔ کیا اکثر مسلمانوں کا یہ نصب العین نہیں ہے۔ کہ خدا کرے۔ لڑکا کالج کی تعلیم پائے۔ اور خدا کرے کامیاب ہو جائے۔ تاکہ بچے کو کہیں نوکری مل جائے۔ یہ ہے۔ ماں باپ کا نصب العین کہ بیٹا نوکر ہو جائے۔ خواہ سور خوار چمار کا ہو۔

اے مسلمانو

تمہاری غیرت اسلامی کہاں ڈوبی۔ بچے کو نوکری مل جائے سہی۔ خواہ سور کھانے والے کا ہی نوکر بن جائے۔

اے مسلمان تیری عقل کہاں گئی

ہائے افسوس۔ صد افسوس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہتا غلام۔ اور سور کھانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے دشمن کا نوکر اور فرمانبردار۔

مصرعہ

بریں عقل و ہمت بباید گریست

ترجمہ۔ عقل اور غیرت کو کھونے والو۔ بیٹھ کر روؤ۔ کیونکہ مالک حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے تم سے عقل بھی چھین لی۔ اور عقل کا اندھا کر دیا۔

اب

شکر کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ اسلامی حکومت لایا ہے۔ تاکہ حال اور مآل کو عقل خداداد سے سمجھ سکو۔

وما علینا الا البلاغ

محض دنیا کے طالب کا انجام

قولہ تعالیٰ (مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتَہَا نُوَفِّ اِلَیۡہِمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فِیۡہَا وَ ہُمۡ فِیۡہَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡہَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝

(سورۃ ہود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے اور ان کے اعمال یہیں پورے کر دیتے ہیں۔ اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں۔ اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا۔ جو کچھ کمایا تھا۔

آخرت کے طالب کا انجام

قولہ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝

(سورۃ ہود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی۔ وہ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

دونوں مذکورہ جماعتوں کے متعلق فیصلہ الٰہی

قولہ تعالیٰ: مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

(سورۃ ھود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ دونوں فریق کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک اندھا او بہرا ہو۔ اور دیکھنے اور سننے والا۔ کیا دونوں کا حال برابر ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

دنیا کے طالب اور آخرت کے طالب کی بارگاہ الٰہی میں ایک مثال

فقط دنیا کا طالب (اور آخرت کو نظرانداز کرنے والا) اور فقط آخرت میں کامیابی کا شائق، فقط دنیا کا طالب بارگاہ الٰہی میں گویا کہ اندھا اور بہرہ ہے اور آخرت میں کامیابی کا شائق گویا کہ آنکھوں کی بینائی اور کانوں کی شنوائی سلامت رکھتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ

برادران اسلام

جو کچھ اس خطبہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے ارشادات کو مدنظر رکھ کر عرض کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن یہ عذر نہ کرسکیں کہ اے اللہ تیرا قرآن پاک عربی زبان میں تھا۔ اور ہم عربی زبان سے نا آشنا تھے۔ اب تو یہ عذر رفع کر دیا گیا ہے۔ کہ جو عربی زبان سے نا آشناس ہیں۔ اب اردو میں پیش کر دینے کے باعث وہ عذر رفع ہوگیا۔ والحمد للہ۔

ملی ہے دینِ محمدؐ کی سرمدی دولت
یہ زندگی ہو تو کیا خوف ہے اجل سے مجھے
نظامِ مصطفویؐ کا میں ایک عنصر ہوں
ہراس کس لئے ہو پھر کسی خلل سے مجھے

ظفر علی خاں مرحوم

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تسبیح و تحمید کے فضائل

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍؓ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَىٰ مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمٰعِيلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَأْتِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَىٰ بِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ أَوْ زَادَ عَلَىٰ مَا قَالَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سبحان اللہ کہے سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے۔ جس نے سو حج کئے ہوں۔ اور جو شخص الحمد للہ کہے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جس نے سو آدمیوں کو خدا کی راہ میں گھوڑوں پر سوار کیا ہو۔ اور جو شخص لا الہ الا اللہ سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو کہے اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جس نے سو غلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کئے ہوں۔ اور جو شخص اللہ اکبر کہے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو تو قیامت کے دن اس سے زیادہ ثواب کوئی شخص نہیں لائے گا۔ مگر وہ شخص جس نے کہا ہو ان کلمات کو اتنی ہی مرتبہ یا اس سے زیادہ (ترمذی)

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا قَطُّ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى يُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کا کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

نہ کیوں رہ رہ کے جبریلِ امیںؑ چومے زباں میری
کہ محبوبؐ خدا کا نام اس پہ بار بار آیا

•

وہ امیؐ جس نے امت کو حیاتِ سرمدی بخشی
وہ پیغمبرؐ جو ہو کر شافعِ روزِ شمار آیا

ظفر علی خاں مرحوم

وہ گناہ جن کو لوگ گناہ نہیں سمجھتے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ ۔ صدر دار العلوم کراچی

چغل خوری و نمّامی

کسی کا عیب یا ایسا قول و فعل جس کو وہ چھپانا چاہتا ہے دوسروں پر ظاہر کرنا چغلی ہے۔ چغلی کبیرہ گناہ ہے۔ پھر اگر وہ عیب واقعی اور بات صحیح ہے، تو صرف چغلی کا گناہ ہوگا اور اگر واقعہ کے خلاف ہے یا اپنی طرف سے اس میں کچھ کمی زیادتی کی یا بُرے عنوان، بُری طرز سے نقل کیا تو افتراء و بہتان بھی ہے جو مستقل کبیرہ گناہ ہے۔ اور جس کی طرف سے چغلی کی گئی اگر اس کے کسی عیب کا اظہار ہے تو غیبت بھی ہے جو تیسرا گناہ کبیرہ ہے ایک ہی بات میں تین کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب آئے اور کسی شخص کی طرف سے کوئی بات نقل کی۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو یا تو ہم اس بات کی تحقیق کریں، اور تم جھوٹے ثابت ہو تو اس آیت میں داخل ہو اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اور اگر تم سچے ہو تو اس آیت میں داخل ہو۔ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِیْمٍ (یعنی غیبت کرنے والا اور چغلی کھانے والا) اور اگر چاہو تو ہم معاف کر دیں اور بات کو یہیں ختم کر دیں۔ اس شخص نے عرض کیا "اے امیرالمومنین میں معافی چاہتا ہوں آئندہ کبھی ایسا کام نہ کروں گا"۔

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں چغلی کھانے کی حرمت و مذمت مذکور ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ تم میں بدترین انسان کون لوگ ہیں فرمایا کہ وہ لوگ چغلی لے کر ادھر سے ادھر جاتے ہیں جو دوستوں میں باہم فساد ڈلواتے ہیں اور جو بے قصور لوگوں کے عیب ڈھونڈتے ہیں۔ (احمد)

حدیث میں ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حدیث میں ہے کہ جھوٹ منہ کالا کرنے والا ہے اور چغلی عذاب قبر ہے۔ (بیہقی)

احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص تمہارے پاس چغلی کی بات لائے تو تم پر لازم ہے کہ چھ باتوں کا التزام کرو:

اول یہ کہ اس کی تصدیق نہ کرو (یعنی ہاں میں ہاں نہ ملاؤ) کیونکہ وہ نمّام ہے اس کی شہادت مقبول نہیں۔

دوسرے یہ کہ اس کو اس فعل سے روکو اور نصیحت کرو۔

تیسرے یہ کہ اس کے اس فعل کو بُرا اور مبغوض سمجھو۔

چوتھے یہ کہ اس کی وجہ سے اپنے بھائی غائب سے بدگمان نہ ہو۔

پانچویں یہ کہ اُس کے کہنے کی وجہ سے تجسّس اور تلاش میں نہ پڑو کہ یہ خود گناہ ہے۔

چھٹے یہ کہ اس چغل خوری کا قول کسی سے نقل نہ کرو۔ ورنہ تم خود چغلی کھانے میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

تنبیہ:۔ آپ غور کریں کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کبیرہ گناہ اور آفتِ عظیمہ سے بچتے یا بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری محفلوں اور مجلسوں کا مشغلہ ہی چغلی، عیب گیری، عیب جوئی، غیبت بہتان رہ گیا ہے۔ اور یہ وہ گناہ کبیرہ ہیں جو ہم کو بلاوجہ برباد کر رہے ہیں۔ نہ اُن میں کوئی فائدہ ہے نہ لذت ہے نہ کوئی ہماری حاجت اُن پر موقوف ہے۔ صرف شیطان کی تلبیس اور غفلت و بے پروائی ہے کہ بے وجہ ہم اپنے آپ کو دین و دنیا کی بربادی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

بُرے القاب سے کسی کا ذکر کرنا

بُرے اور ناگوار القاب جو لوگوں میں مشہور ہو جاتے ہیں اُن کا چرچا کرنا اور کسی کو اُن القاب سے پکارنا یا اُس کے پیچھے اُن القاب سے ذکر کرنا سخت کبیرہ گناہ ہے۔ جیسے کُبڑا، بہرا، گنجا، کانا وغیرہ۔ البتہ اگر کسی کا لقب اس درجہ میں پہنچ گیا ہے کہ بغیر اس کے وہ پہچانا ہی نہیں جاتا تو مجبوراً اس کا ذکر کر دینا ضرورت کے وقت جائز ہے۔ عام طور پر اس لفظ کا ذکر و خطاب کرنا گناہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ

ترجمہ:۔ بُرے القاب ایک دوسرے پر نہ لگاؤ۔

امام نووی رح نے کتاب الاذکار میں فرمایا ہے کہ علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ کسی شخص کو ایسے لقب سے یاد کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو حرام ہے۔ خواہ اس میں اس کی ذات کو کوئی حال و وصف مذکور ہو یا اُس کے ماں باپ وغیرہ کا۔

(زواجر ص ۱۰ ج ۲)

یہ کبیرہ گناہ بھی انہی بے لذت گناہوں میں سے ہے جن میں نہ کوئی فائدہ ہے نہ کوئی دنیا کی حاجت اس پر موقوف ہے۔ مگر ہم غفلت و بے پروائی سے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ

علماء اور اولیاء اللہ کی بے ادبی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کی بے ادبی و بے توقیری صرف منافق ہی کر سکتا ہے۔ ایک بوڑھا مسلمان دوسرے عالم، تیسرے عادل بادشاہ۔

(الطبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) نہیں جو ہمارے بوڑھوں کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالموں کی قدر نہ کرے۔

(احمد)

بخاریؒ نے حضرت انسؓ و ابی ہریرۃؓ سے ایک حدیث قدسی میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے ولی کی توہین کرتا ہے اُس نے گویا مجھے اعلانِ جنگ دے دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کو اعلانِ جنگ دے دیتا ہوں۔

(زواجر)

علماء و اولیاء کی بے ادبی کو بہت سے حضرات نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (کذا فی الزواجر) اور زرکسی شارح بخاری نے حدیث مذکور کی شرح میں فرمایا ہے کہ:-

"اس حدیث میں غور کرو کہ علماء اور اولیاء کی بے ادبی کی سزا سود خوار کی سزا کے برابر کر دی گئی ہے کیونکہ سود خوار کے متعلق قرآن میں ارشاد ہے کہ فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ یعنی سود کھانے والے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے لئے تیار ہو جائیں"۔

غیبت و تحقیر کسی چیز کی بھی جائز نہیں۔ مگر جو شخص علماء کے ساتھ ایسا معاملہ کرے وہ سخت غضب الٰہی کا مورد بنتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کا خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

تنبیہ:- غور کرو کہ آج کل کتنے مسلمان ہیں جو اس بے لذت و بے فائدہ گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر اپنا دین و دنیا تباہ و برباد کر رہے ہیں اور بے فکری کے ساتھ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب و غصہ کا مورد بنا رہے ہیں اور اس معاملہ میں ایسی عام غفلت و بے پروائی ہے کہ ساری برائیاں بلا تحقیق کے علماء کی طرف منسوب کی جاتی ہیں "طویلہ کی سزا بندر کے سر"۔ کسی کی خطا کسی کا گناہ، طعنے مولوی پر۔ اور کسی پر اعتراض ہو یا نہ ہو علماء پر ضرور ہو۔

پھر اس وقت امّت پر ایک بھاری عذاب پارٹی بندی کا مسلّط ہو گیا ہے۔ ہر پارٹی کے لوگ تعظیم و تکریم کی ساری آیتیں، حدیثیں صرف اپنی پارٹی کے علماء کے لئے خاص سمجھتے ہیں۔ دوسرے علماء پر جتنی چاہیں زبان درازی کریں کوئی پروا نہیں ہوتی۔

اس میں شبہ نہیں کہ آج کل دینی امور کا انتظام صحیح نہ ہونے کے سبب اور کچھ عوام کی دین سے لاپروائی و تسہل انگاری کے سبب بہت سے لوگ جو درحقیقت علماء نہیں، علماء میں شمار ہونے لگے۔ عوام کا تو یہ حال ہو گیا کہ جس کے چہرے پر داڑھی اور نیچا کرتہ دیکھا اسے مولانا کا لقب دے دیا۔ اور جو کسی تحریک میں جیل چلا گیا یا کسی جلسہ میں کھڑا ہو کر بولنے لگا، وہ تو بھاری علامہ اور رجسٹرڈ مولانا ہو گئے۔

پھر ایسے لوگوں سے جو حرکات ناشائستہ صادر ہوئے، تو لگے علماء پر غصہ اتارنے۔ خود ہی تو بلا کسی تحقیق و تجربہ کے کسی راستہ چلتے کو اپنا امام و مقتدا بنا لیا اور انہیں مولانا کہنے لگے پھر خود ہی اُن کے افعال کو تمام علماء کے افعال قرار دے کر علماء پر سبّ و شتم اور لعن و طعن کر کے اپنا دین و دنیا تباہ کیا۔

عوام کی اس بے احتیاطی نے بہت سی بربادیاں پیدا کیں۔ اول تو جن لوگوں کو بلا کسی پسند و تحقیق کے اپنا مقتدا بنایا۔ اگر وہ فی الواقع عالم نہیں تو ہر قدم پر خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالیں گے۔

پھر جب لوگ اُن کی گمراہی و بداعمالیوں پر متنبہ ہو کر بدگمان ہوں گے۔ تو یہ بدگمانی اُن کے ساتھ مخصوص نہ رہے گی، وہ سب علماء سے بدگمان ہو جائیں گے۔ جس کا نتیجہ دین کی تباہی اور دنیا کی بربادی ہے۔

اس لئے ضروری ہے۔ کہ اوّل تو کسی کو مولانا، مولوی، عالم کہنے اور سمجھنے میں جلدی نہ کریں اور جب تحقیق کر کے کسی شخص کے متعلق اہل علم و دیانت سے اُس کے عالم ہونے کی تصدیق ہو جائے تو پھر اُس پر اعتراض کرنے اور اس کو بُرا کہنے میں جلدی نہ کریں بلکہ اس کی کھلی بُرائی بھی دیکھیں تو اُس بُرے فعل کو تو ضرور بُرا سمجھیں، مگر اس شخص کو بُرا نہ کہیں کہ شاید وہ کسی وجہ سے معذور ہو۔ عوام کے دین کی حفاظت اسی میں ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَبِيَدِهِ التَّوْفِيق۔

آیات و احادیث اور اللہ کے نام کی بے ادبی

اس کا گناہ ہونا تو ظاہر اور معلوم و مشہور ہے۔ لیکن آج کل کتابت و طباعت کی کثرت اور بالخصوص اخبارات و رسائل کی بھرمار کے سبب یہ گناہ ایسا عام ہو گیا ہے کہ کوئی گھر، کوئی گلی کوچہ، کوئی مسلمان اس سے خالی نہ رہا۔ جگہ جگہ کاغذ بکھرے نظر آتے ہیں۔ جن میں اللہ کا نام یا آیات و احادیث یا مسائل فقہیہ ہوتے ہیں۔ جن کی تعظیم واجب اور بے ادبی گناہ ہے۔ خصوصاً قرآن مجید اور سیپاروں کے بوسیدہ اوراق عموماً مسجد کے طاقوں وغیرہ میں رکھ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم

اس کے حق میں فارغ ہو گئے حالانکہ وہ ان طاقوں سے بذریعہ ہوا اُڑ کر گلی کوچوں میں پہنچتے ہیں۔ اور اس ساری بے ادبی کا گناہ رکھنے والے کو ہوتا ہے۔

ایسے قرآن مجید یا کتب دینیہ جو بوسیدہ و دریدہ ہو کر قابل انتفاع نہ رہیں۔ ان کے لئے یہ حکم ہے کہ کسی پاک کپڑے میں پیٹ کر کسی محفوظ زمین میں دفن کر دیا جائے یا کہیں تعمیر ہوتی ہو تو بنیادوں میں طاق بنا کر رکھ دیا جائے۔

اور جس طرح ایسے اوراق کو بے ادبی کی جگہ ڈالنا گناہ ہے اسی طرح ایسے اخبار و رسائل جن کے متعلق عادت غالبہ سے یہ معلوم ہے کہ وہ ردّی میں ڈالے جائیں گے۔ آیات قرآنی یا حدیث وغیرہ اُن میں لکھنا بھی جائز نہیں۔ اگر ان اخبارات کی بے ادبی ہوئی تو اس کا گناہ جیسے بے ادبی کرنے والوں کو ہوگا ایسے ہی اُس کے لکھنے اور چھاپنے والوں کو بھی ہوگا۔

بلکہ ایسے اخبارات میں اگر کوئی مضمون اس قسم کا لکھنا ہے تو اصل کے بجائے ترجمہ لکھنے پر اکتفا کریں، اگرچہ ترجمہ بھی قابل تعظیم و ادب ہے۔ اور اس کی بے ادبی بھی بُری ہے مگر پھر بھی کچھ فرق ہے۔

اسی طرح عام خطوط میں بھی آیات و احادیث نہیں لکھنا چاہیے کہ وہ بھی عموماً ردّی میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اور شاید اسی لئے اکابر سے یہ طریقہ منقول ہے کہ خطوط میں بجائے بسم اللہ کے اس کا عدد (۷۸۶) لکھتے ہیں۔ اور بجائے اللہ تعالےٰ کے نام کا ذکر کرنے کے "بفضلہ تعالیٰ" لکھتے ہیں۔

مسئلہ:۔ جس کاغذ پر قرآن کی کوئی آیت یا حدیث یا مسائل شرعیہ لکھے ہوئے ہوں اس میں کسی چیز کو پیٹنا، پیکنگ کرنا بھی بُرا ہے۔

(عالمگیری۔ درمختار)

مسئلہ:۔ ایسے کاغذ کی طرف پاؤں پھیلانا بھی گناہ ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ:۔ سادہ کاغذ بھی قابل ادب ہے۔ اس کو استنجا وغیرہ میں استعمال کرنا، جیسے انگریزی رواج ہے یہ بھی جائز نہیں۔

تنبیہ:۔ ہزاروں مسلمان آج ان بے لذت و بے فائدہ گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اور یہ ایسے گناہ ہیں کہ جن سے آخرت کی سزا کا تو خطرہ ہے ہی، ان کا وبال دنیا میں بھی عموماً آفات اور بلاؤں، قحط و گرانی کی صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ جن میں آج کل ساری دنیا مبتلا ہے۔ مگر افسوس کہ اُن کے ازالہ کے اصلی اسباب کی طرف کسی کو توجہ نہیں۔ واللہ المستعان و علیہ التکلان۔

لوگوں کے راستے یا بیٹھنے لیٹنے کی جگہ میں نجاست غلاظت ڈالنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کے راستہ میں پاخانہ کیا۔ اس پر اللہ تعالےٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ (الطبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کو ان کے راستہ میں ایذا پہنچائی۔ اس پر مسلمانوں کی لعنت ثابت ہو گئی۔ (الطبرانی بسند حسن)

تین لعنت کی چیزوں سے بچو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ تین لعنت کی چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا پانی کے گھاٹ یا سایہ یا راستہ کی جگہ میں (جہاں لوگ لیٹتے بیٹھتے ہوں) (پیشاب) پاخانہ کرنا۔

(مسند احمد)

تنبیہ:۔ حدیث دوم میں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ گناہ صرف پیشاب پاخانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس سے لوگوں کو ایذا پہنچے۔ اس میں داخل ہے مثلاً تھوک، سینک اور گھن و نفرت کی چیزیں وغیرہ۔ افسوس ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ جہاں دیکھو اس کی خلاف ورزی عادت بن گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

پیشاب کی چھینٹوں اور قطرات سے نہ بچنا

حدیث:۔ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے پیشاب کی چھینٹوں سے بہت احتیاط کرو۔

(زواجر ص۱۰۲)

شریعت میں اسی لئے پیشاب پاخانہ کے بعد اوّل ڈھیلے سے استنجا مسنون کیا گیا، پھر پانی سے دھونا مقرر کیا گیا۔ تاکہ پیشاب کے قطرات جو بعد میں عموماً گرتے ہیں اُن کے منقطع ہو جانے کا اطمینان ہو جائے۔ اور پیشاب پاخانہ کے بقیہ اجزاء سے بدن کی پوری صفائی حاصل ہو جائے۔ اور اسی سے بچنے کے لئے مسنون کیا گیا کہ:۔

۱۔ پیشاب کے لئے بیٹھے تو اونچی جگہ پر بیٹھے۔

۲۔ ایسی زمین پر کرے۔ جہاں سے چھینٹا اُڑ کر بدن اور کپڑوں کو آلودہ نہ کرے۔

۳۔ جس طرف سے ہوا آ رہی ہو اُس طرف رُخ کر کے پیشاب نہ کرے کہ ہوا سے چھینٹا لوٹ کر اس طرف آئے گا۔

لیکن افسوس کہ یورپین تمدن و معاشرت کے دلدادہ ان سب چیزوں سے بالکل غافل اور بے پروائی سے اس گناہ شدید میں مبتلا ہیں پیشاب پاخانہ کے لئے جو بہترین صورت ہمارے بلاد میں رائج ہے اسے چھوڑ کر پاٹ میں استنجا و پیشاب کی رسم پڑ گئی۔ جس سے کپڑوں اور بدن کا محفوظ رہنا سخت مشکل ہے۔ پھر ڈھیلے سے استنجا کو تہذیب کے خلاف سمجھ لیا گیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ محض اس فیشن کی بدولت اس شدید گناہ اور عذاب قبر کو خریدا جاتا ہے۔ نعوذباللہ

بے ضرورت ستر کھولنا

حدیث میں ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک مرد کا ستر ہے۔ (حاکم)

حدیث میں ہے کہ اپنے ستر کو چھپاؤ مگر اپنی زوجہ یا کنیز سے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص خالی مکان میں تنہا ہو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اُن سے حیا کی جائے۔ (ابوداؤد)

پاجامہ، تہبند وغیرہ ٹخنوں سے نیچا پہننا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حصہ تہبند (پاجامہ) کا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرا تہبند کچھ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر تم عبداللہ ہو تو اپنا تہبند اونچا کرو۔ میں نے اونچا کر لیا یہاں تک کہ نصف پنڈلی تک آگیا۔ پھر ہمیشہ میں نے اپنا یہی دستور العمل رکھا۔ (احمد)

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس شخص کی طرف نظر نہ فرمائیں گے۔ جو اپنے کپڑے کو فخر و تکبر کے ساتھ کھینچے اور دراز کرے۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالےٰ کلام نہ فرمائیں گے اور ان کی طرف نظر نہ کریں گے۔ اور نہ اُن کو پاک کریں گے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کلمات تین مرتبہ دہرائے۔ تو حضرت ابوذر غفاری بول اٹھے کہ یہ لوگ تو بڑے خائب و خاسر (تباہ و برباد ہو گئے) آخر وہ کون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ٹخنوں سے نیچے پاجامہ تہبند وغیرہ لٹکائے، اور جو شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان فروخت کر دے۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند اور پاجامہ کے بارہ میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہی حکم کرتہ اور عباء وغیرہ کا بھی ہے۔ (کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اُن کا بھی گناہ ہے۔ (ابوداؤد)

مسئلہ:۔ جو شخص فخر و تکبر سے اپنے تہبند یا پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچا رکھتا ہے وہ باتفاق سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اور جو بلا خیال فخر و تکبر کے ویسے ہی عادت پڑ گئی ہے جب بھی گناہ سے خالی نہیں۔ (عالمگیری، اشباہ وغیرہ) ہاں کسی شخص کا تہبند یا پاجامہ بے اختیار کسی وقت لٹک جائے وہ اس میں داخل نہیں جیسے حضرت صدیق اکبرؓ کو پیش آیا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے ان کو معذور قرار دیا۔

تنبیہ:۔ کتنی ذرا سی بات ہے۔ جس کے لئے سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو سخت تاکید فرماتے ہیں مگر امت ہے کہ اپنی اتنی سی بے فائدہ اور لغو خواہش کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے نہیں چھوڑتی۔ اور ایسا گناہ سر پر لینے کو تیار ہے جو خاص رحمت و مغفرت کے اوقات میں بھی معاف نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ شب برأت یعنی نصف شعبان کی رات میں اتنے گنہگاروں کی مغفرت ہوتی ہے جتنے قبیلہ بنی بکر کی بھیڑوں کے بال۔ قبیلہ بنی بکر کا نام خاص طور سے اس لئے ذکر کیا کہ اس قبیلہ کے ہر شخص کے پاس بھیڑوں، بکریوں کے بڑے بڑے گلّے تھے۔ آپ انداز لگائیں ایک بھیڑ کے بال کتنے اور پھر ایک گلّے کے کتنے اور پھر سینکڑوں گلّوں کی بھیڑوں کے بال کتنے ہوں گے۔ لیکن اس حدیث میں ہے کہ ایسی رحمت و مغفرت عامہ کے وقت بھی چند بدنصیب مغفرت سے رہیں گے۔ اُن میں ایک وہ بھی ہے جو فخر و تکبر سے اپنا پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچا رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس بلاءِ عظیم اور وباءِ عام سے بچائے آمین!

صدقہ دے کر احسان جتلانا

اللہ تعالےٰ سبحانہٗ نے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى۔

ترجمہ:۔ یعنی اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور فقراء کو تکلیف پہنچا کر باطل نہ کرو۔

اور دوسری آیت میں ارشاد ہے۔ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى (الآیہ)

ترجمہ:۔ یعنی اجر و ثواب اُن لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کے راستہ میں خرچ کریں۔ پھر اس کے پیچھے احسان جتلانا اور ایذا پہنچانا نہ ہو۔

دوسری آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احسان جتلانے کی ممانعت صرف صدقات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو کچھ بھی عبادت و طاعت اور نیکی کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ خواہ اپنے ہی نفس پر یا بیوی بچوں پر یا اعزا و اقارب پر۔ ان سب کا یہی حکم ہے کہ احسان جتلانے سے اس خرچ کرنے کا ثواب باطل ہو جاتا ہے۔

اور کسی ایسے آدمی کے سامنے اپنے احسان یا صدقہ کا ذکر کرنا جس کے سامنے ذکر کرنے کو وہ شخص پسند نہیں کرتا، جس پر احسان کیا گیا ہے یہ بھی مَنًّا وَّ لَا اَذًى

میں داخل ہے (زواجر صہ ۱۵۳ ج ۱)

اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ ہدیہ یا صدقہ دے کر اس کے ساتھ دعا کی درخواست کرنا بلکہ دعا کی طمع رکھنا بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ بھی اپنے احسان کا ایک معاوضہ لینا ہے۔ جس سے ثواب باطل ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (زواجر)

کسی جاندار کو آگ میں جلانا

حضرت عبداللہ رضؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کے ایک بل کو دیکھا جس میں ہم نے آگ لگا دی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا اس کو کس نے جلایا ہے؟ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ سے عذاب دینا صرف آگ کے خالق (اللہ تعالٰے) کا حق ہے۔ اس کے سوا کسی کو حق نہیں۔ (زواجر)

اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ آگ کے ساتھ سزا دینے کا سوائے اللہ تعالٰے کے کسی کو حق نہیں۔

احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جاندار خواہ انسان ہو یا چوپایہ یا کوئی جانور حلال ہو جیسے اکثر پرندے، یا حرام ہو جیسے چوہا، بلی کتا وغیرہ۔ ان میں سے کسی کو آگ میں جلانا جائز نہیں۔ یہانتک کہ سانپ، بچھو، تتیئے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور کھٹمل کو گرم پانی سے جلانے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور علماء نے جاندار چیز کو آگ میں جلانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (زواجر)

البتہ اگر کسی موذی جانور مثلاً سانپ، بچھو، تتیئے وغیرہ کی ایذا سے بچنے کا اور کوئی طریقہ ممکن نہ ہو تو مجبوری جلانے کا حکم ہے۔ (زواجر)

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

بندے کی آزمائش

اللہ تعالٰے فرماتا ہے :-

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ○ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ○ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ○ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ○

(الدہر۔ آیت ۲-۵)

ترجمہ:- بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا۔ ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے پس ہم نے اسے سننے دیکھنے والا بنا دیا۔ بیشک ہم نے اسے راستہ دکھا دیا۔ یا تو وہ شکرگزار ہے یا ناشکرا۔ بے شک ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دھکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بے شک نیک ایسی شراب کے پیالے پئیں گے۔ جس میں چشمۂ کافور کی آمیزش ہوگی

اللہ تعالٰے نے اپنی حکمت کاملہ سے انسان کو ایک مرکب بوند باپ اور ماں کی سے پیدا فرمایا۔ اسے دیکھنے والا اور سننے والا بنایا۔ عقل و ہوش عطا فرمائی۔ اس بات کا مکلف بنایا کہ اطاعت کا راستہ اختیار کرے یا معصیت کا۔ اسے خیر و شر، نیکی و بدی کے راستے صاف صاف بتلا دئیے۔ اب میدان عمل میں اس کے لئے امتحان ہے کہ آیا وہ اللہ تعالٰی کا شکرگزار بندہ بنتا ہے یا نہیں۔ قال اللہ و قال الرسول پر چل کر سعید ہوتا ہے یا ناشکری کرتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کو طاق نسیان میں رکھ کر شقی بن جاتا ہے۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ

(ہود آیت ۱۰۵- ع ۹)

ترجمہ:- سو ان میں بعض بدبخت ہیں۔ اور بعض نیک بخت ہیں۔

بدبخت دوزخ میں جائیں گے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ

(ہود آیت ۱۰۶)

ترجمہ:- پھر جو بد ہوں گے وہ آگ میں ہوں گے۔ اور نیک بختوں کا ٹھکانا جنت ہے

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ

(ہود آیت ۱۰۸)

ترجمہ:- اور جو لوگ نیک ہیں وہ جنت میں ہونگے

اس لئے

شکرگزار بندہ اپنا ہی بھلا کرتا ہے اور ناشکرا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

وَ مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

(لقمن آیت ۱۲)

ترجمہ:- اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرے تو اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔

لہٰذا

اس امتحان کو معمولی مت سمجھنا۔ دنیا میں اگر کوئی ایک مرتبہ فیل ہو جائے تو دوبارہ بھی اسے موقعہ مل جاتا ہے۔ مگر آخرت کے

امتحان میں خدانخواستہ فیل ہو گیا۔ تو دوبارہ موقعہ ہاتھ نہیں آئیگا۔

(۱) وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝

(سورۃ السجدہ۔ پارہ ۲۱۔ آیت ۱۲)

ترجمہ:۔ اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہونگے اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا۔ اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں۔ ہمیں یقین آ گیا ہے۔

(۲) رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ط فاطر آیت ۳۷

ترجمہ:۔ اے رب ہمیں نکال ہم نیک کام کریں برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے۔

انہیں یہ جواب ملے گا

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ط

(فاطر آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا۔ اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔

(۳) أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ط

(الاعراف۔ آیت ۵۳)

ترجمہ:۔ یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں تاکہ ہم ان اعمال کے خلاف کریں جنہیں کیا کرتے تھے۔

مگر

افسوس صد افسوس یہ نہ پوری ہونے والی تمنا ہے۔

اس لئے

جو کچھ کرنا ہے۔ اب کر لو۔ آنکھیں کھولو۔ دیکھ کر قدم اٹھاؤ۔ پھر یہ موقعہ ہاتھ نہیں آئے گا۔

زندگی اور موت کا مقصد

(۱) تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ

الملک۔ آیت ۱-۲

ترجمہ:۔ وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

یعنی موت و حیات کا سلسلہ اس لئے پیدا کیا گیا کہ انسان کا امتحان لے کر کون اچھے کام کرتا ہے۔

موت تو مقرر وقت پر آئیگی۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ط

(آل عمران آیت ۱۴۵)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے حکم کے سوا کوئی مر نہیں سکتا ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے۔

اب جو شخص اپنی ساری زندگی دنیا کے حاصل کرنے میں کھپا دے وہ آخرت میں محروم رہیگا۔

۱۔ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ج

آل عمران آیت ۱۴۵

ترجمہ:۔ اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا ہم اسے دنیا ہی میں دیں گے

۲۔ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝

البقرہ۔ آیت ۲۰۰

ترجمہ:۔ پھر بعض تو یہ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

اور جو آخرت کا طالب ہوگا اور اس مقصد کے لئے نیک اعمال کرے گا۔ اس کا انعام بڑھ چڑھ کر ہے۔ دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی انعامات اور رضائے الٰہی حاصل ہوگی۔

وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ط وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۝

(آل عمران۔ آیت ۱۴۵)

ترجمہ:۔ اور جو آخرت کا بدلہ چاہے گا ہم اسے اس میں سے دیں گے اور ہم شکر گذاروں کو جزا دیں گے۔

"یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی۔ لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے۔" (موضح القرآن)

(۲) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝

الانبیاء۔ آیت ۳۵

ترجمہ:۔ ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لئے جانچتے ہیں۔ اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔

"یعنی دنیا میں سختی، نرمی، تنگی فراخی، تندرستی، بیماری اور مصیبت، عیش وغیرہ مختلف احوال بھیج کر تم کو جانچتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے اور علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون سختی پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو مایوسی یا شکوہ اور ناشکری کے مرض میں مبتلا ہیں۔ (اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے) جہاں تمہارے صبر و شکر اور ہر نیک و بد عمل کا پھل دیا جائے گا۔

(حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

عزت اور نعمت میں آزمائش

(۱) فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝ الفجر۔ آیت ۱۵-۱۶

ترجمہ:۔ لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے۔ پھر اسے عزت و نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے۔ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے۔ لیکن جب اسے آزماتا ہے۔ پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔

"کبھی تو اعمال صالحہ کی برکت سے اُسے آرام ملتا ہے۔ اور کبھی بد اعمالی کی شامت کے باعث تنگی پہنچتی ہے۔ لیکن انسان بجائے اپنے اعمال کے خدا تعالےٰ کو ملزم قرار دیتا ہے۔"

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

"یعنی رب پر الزام رکھے اپنے فعل کو نہ دیکھے۔"

(موضح القرآن)

(۲) وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

الانعام۔ آیت ۱۶۵

ترجمہ:۔ اور اس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دئے ہیں تاکہ تمہیں اپنے دئے ہوئے حکموں میں آزمائے۔ بیشک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بیشک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے

انسانی درجات میں اللہ تعالےٰ نے فرق رکھا ہے۔ کوئی تونگر ہے کوئی فقیر۔

ایک خوبصورت ہے۔ دوسرا بدصورت۔ ایک حاکم ہے۔ دوسرا محکوم ایک قوی ہے۔ دوسرا کمزور۔ ایک صاحب عقل ہے دوسرا کم عقل۔

اس میں بندے کی آزمائش ہے۔ کہ آیا وہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے۔ یا بے قدری

نعمتوں کی قدر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگا رہے۔ اس کے اوامر و نواہی پر چلے۔

اگر شریعت کے احکام کو چھوڑ کر باطل راہوں پر چلے گا۔ تو یہ انعامات الٰہی کی بے قدری ہوگی۔

قدردان پر غفور الرحیم رحم فرمائیگا چار روزہ زندگی کے دن سکون اور اطمینان قلب سے کٹ جائیں گے اور مرنے کے بعد سرور ابدی سے ہمکنار ہوگا۔

بے قدر کو دنیا میں قلبی سکون و چین میسر نہ ہوگا۔ اور مرنے کے بعد بھی سخت عذاب میں گرفتار ہوگا

باغ والوں کی آزمائش

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝

(القلم آیت ۱۷-۱۸)

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے ان کو آزمایا ہے۔ جیسا کہ ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی تھی۔ کہ وہ صبح ہوتے ہی اس کا پھل توڑ لیں گے اور انشا اللہ بھی نہ کہا تھا

یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک سرمایہ دار جماعت محتاج اور مساکین طبقہ اور سوسائٹی کے حقوق پر تعدی کرنے کے باعث خسارہ مند بنی۔

ایک جماعت کا باغ تھا۔ جب اس باغ کا میوہ چنا جاتا تو محتاج اور مساکین بھی وہاں جمع ہو جاتے۔ تو یہ لوگ مساکین وغیرہ کو کچھ نہ کچھ اس سے صدقہ کے طور پر دے کر راضی کر لیتے۔ جیسے ایک وقت کا کھانا ہی دے دیا۔ تو مسکین اس سے خوش ہوکر چلے جاتے۔ اگرچہ یہ صدقہ ان کے لئے بہت تھوڑا تھا مگر اس تھوڑے میں بھی ان کے حق کی جھلک پائی جاتی تھی۔ کیونکہ ان کو دھتکارا نہیں جاتا تھا۔ اور باغ والوں کی کوشش یہ تھی۔ کہ سب مساکین راضی ہو جائیں۔

اب یہ باغ والے ایسے بن گئے۔ کہ دل میں خیال کیا کہ ہم کیوں نہ رات کے وقت ہی میوہ چن لائیں۔ تاکہ کسی مسکین کو وہاں آنے کا موقعہ ہی نہ دیا جائے۔ مسکینوں کا حصہ بھی ہماری شکم پُری کرے۔

مگر قدرتی اتفاق ایسا ہوگیا۔ کہ وہ تمام باغ جل گیا۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو اسے پہچان بھی نہ سکے۔ اب ان میں سے ایک سمجھدار نے کہا کہ دیکھو یہ ہماری غلطی کی سزا ہے۔ کیونکہ ہم نے مساکین کا حق غصب کرنے کی کوشش کی تھی ہم سب ظلم پہ متفق ہوگئے تھے۔ اور یہ فقط اس کا نتیجہ ہے۔ کہ ہمارا باغ جل کر راکھ ہوگیا۔

خوشخبری

سندھی ترجمہ۔ قرآن مجید

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نوّر اللہ مرقدہٗ شائع ہوگیا ہے۔ ہدیہ فی جلد ۔/۷ روپے ڈاک خرچ ۔/۲ روپے۔ نو روپے بھیجکر طلب کریں۔

جن دوستوں کے روپے آچکے تھے۔ اُن کو اُن کے پارسل روانہ کئے جارہے ہیں۔

شعبہ تالیف انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور نمبر ۸

اب تو سب کی ایک ہی آواز تھی۔
یٰوَیْلَنَآ اِنَّا کُنَّا طٰغِیْنَ ہ
(القلم ایت ۳۱)
ترجمہ (ہائے افسوس بے شک ہم ہی سرکش تھے
ہمیں اس واقعہ سے عبرت اور بصیرت حاصل کرنی چاہئے۔ مسکینوں اور حاجتمندوں کی حق تلفی نہ کرنی چاہئے

زمین کو بارونق بنانے کا مقصد

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ہ (الکہف آیت)

ترجمہ۔ جو کچھ زمین پر ہے بے شک ہم نے اسے زمین کی زینت بنا دیا ہے۔ تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون اچھے کام کرتا ہے۔

دنیا کو بارونق اور بازینت بنانے کا مقصد یہ ہے۔ کہ بندے کا امتحان لیا جائے۔ کہ کون ہے۔ جو دنیا میں پھنس کر غافل نہیں ہوتا اور نیک اعمال بجا لاتا رہتا ہے۔ اور کون ہے۔ جو اس کی دلفریبیوں میں پھنس کر احکام اللہ اور احکام الرسول سے غافل ہو جاتا ہے۔

آسمان و زمین پیدا کرنے کا مقصد

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (هود ایت ۷)

ترجمہ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم سے کون اچھے کام کرتا ہے

"یعنی اس سارے نظام کی تخلیق و تربیت سے مقصود تمہارا یہاں بسانا اور امتحان کرنا ہے۔ کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلہ مصنوعات میں غور کرکے خالق و مالک کی صحیح معرفت حاصل کرتے اور مخلوقات ارضی و سماوی سے منتفع ہوکر محسن شناسی اور سپاس گزاری کا فطری فرض بجا لاتے ہو۔ یہ مقام تمہاری سخت آزمائش کا ہے۔ مالک حقیقی دیکھتا ہے۔ کہ تم میں سے کون سا غلام صدق و اخلاص اور سلیقہ مندی سے اچھے کام کرتا اور فرائض بندگی انجام دیتا ہے۔

(حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

مجاہدین کا امتحان

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ
(محمد ایت ۳۱)

ترجمہ۔ اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو معلوم کریں اور تمہارے حالات کو جانچ لیں۔

"یعنی جہاد وغیرہ کے احکام سے آزمائش مقصود ہے۔ اسی سخت آزمائش میں کھلتا ہے۔ کہ کون اللہ کے راستے میں لڑنے والے (اور شدید ترین امتحانات میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ اور کون ایسے نہیں۔
یعنی ہر ایک کے ایمان اور اطاعت و انقیاد کا وزن معلوم کر لیا جائے اور سب کے اندرونی احوال کی خبریں عملاً محقق ہو جائیں۔

(حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی)

فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ ط وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ہ
(محمد آیت ۴)

ترجمہ۔ پس جب تم ان کے مقابل ہو جو کافر ہیں۔ تو ان کی گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کرلو۔ تو ان کی مشکیں کس لو۔ پھر یا تو ان کے بعد احسان کرو۔ یا تاوان لے لو۔ یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی حکم ہے اگر اللہ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لیتا۔ لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے۔ اور جو اللہ کے راہ میں مارے گئے ہیں۔ اللہ ان کے اعمال برباد نہیں کرے گا

"یعنی حق و باطل کا مقابلہ تو رہتا ہے۔ جس وقت مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے۔ تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہئے۔ باطل کا زور جب ہی ٹوٹیگا کہ بڑے بڑے شریر مارے جائیں اور ان کے جتھے توڑ دیئے جائیں اس لئے ہنگامۂ کارزار میں سستی، بزدلی اور توقف و تردد کو راہ نہ دو۔ اور دشمنان خدا کی گردنیں مارنے میں کچھ باک نہ کرو۔ کافی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور ان کا زور ٹوٹ جائے۔ اس وقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہے۔

قال اللہ تعالی (مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ
(انفال ع ۹)

یہ قید و بند حکمی ہے۔ ان کے لئے تازیانۂ عبرت کا کام دے۔ اور مسلمانوں کے پاس رہ کر ان کو اپنی اور تمہاری حالت کے جانچنے اور اسلامی تعلیمات میں غور کرنے کا موقع بہم پہنچائے۔ شدہ شدہ وہ لوگ حق و صداقت کا راستہ اختیار کرلیں۔ یا مصلحت سمجھو تو بدوں کسی معاوضہ کے اُن پر احسان کرکے قید سے رہا کرو اس صورت میں بہت سے افراد ممکن ہے تمہارے احسان اور خوبیٔ اخلاق سے متاثر ہوکر تمہاری طرف راغب ہوں اور تمہارے دین سے محبت کرنے لگیں۔ اور یہ بھی کرسکتے ہو۔ کہ زر فدیہ لے کر یا مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دو۔ اس میں کئی طرح کے فائدے ہیں۔ بہرحال اگر ان اسیران جنگ کو اُن کے وطن کی طرف واپس کرو تو دو ہی صورتیں ہیں۔ معاوضہ میں چھوڑنا یا بلا معاوضہ رہا کرنا ان میں جو صورت امام کے نزدیک اصلح کی ہو اختیار کرسکتا ہے حنفیہ کے ہاں بھی فتح القدیر اور شامی

وغیرہ ہیں اس طرح کی روایات موجود ہیں۔ ہاں اگر قیدیوں کو اُن کے وطن کی طرف واپس کرنا مصلحت نہ ہو تو پھر تین صورتیں ہیں۔

ذمّی بنا کر بطور رعیت کے رکھنا۔ یا غلام بنا لینا یا قتل کر دینا۔ حدیث میں قیدی کو قتل کرنے کا ثبوت صرف خاص خاص حالات میں ملتا ہے۔ جب کہ وہ کسی سنگین جرم کا مرتکب ہوا ہو۔ جس کی سزا قتل سے کم نہیں ہوسکتی ہے۔ البتہ غلام یا رعیت بنا کر رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں

"یعنی یہ حرب و ضرب اور قید و بند کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار اتار کر رکھدے اور جنگ موقوف ہوجائے۔

یعنی خدا کو قدرت ہے۔ کہ ان کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر "عاد" و "ثمود" وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے لیکن جہاد و قتال شروع کر کے اُسے بندوں کا امتحان کرنا تھا۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر جان و مال نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کاروائیوں سے بیدار ہوتے اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو اللہ نے دے رکھی ہے۔ کہ پہلی قوموں کی طرح ایک دم پکڑ کر استیصال نہیں کرتا"۔

(حضرت مولانا عثمانی)

غلام بنانے کے بارے میں حضرت مولانا عبداللہ لغاری مرحوم نے کیا ہی موزوں بات فرمائی ہے۔

لوگ یورپ کے مشکور ہیں۔ کہ اس نے قانوناً غلامی کو ممنوع قرار دیا مگر بقول ہمارے دوست خلیل خالد ترک کے پہلے افراد کو غلام بنایا جاتا تھا۔ مگر اب یورپ نے قوموں کو غلام بنانا شروع کیا ہے۔ اور جو لوگ وطن کی آزادی کی خاطر لڑیں۔ ان کو عمر بھر کے لئے جیل کی کوٹھڑیوں میں حیوانوں کی طرح رکھا جاتا ہے۔ اس سے یہ بات بدرجہا بہتر ہے۔ کہ غلام بنا کر آزادی سے رکھیں اپنے کارخانوں اور گھروں میں کام کرائیں۔ (جو خود کھائیں انہیں کھلائیں جو خود پہنیں انہیں پہنائیں) اسلام نے غلاموں کو مساوی درجہ دے کر اپنے گھروں میں آزادی سے رکھا ہے اور[۴]

جناب محمد سرور صاحب قاسمی

حضرت جعفر طیارؓ

آپ کا نام جعفرؓ کنیت ابو عبداللہ اور ابوالمساکین اور لقب طیار تھا۔ والد کا نام عبد مناف کنیت ابوطالب، سلسلۂ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبدالمطلب پر مل جاتا ہے۔

(اسد الغابہ)

ابھی اسلام اپنی ابتدائی منزل میں تھا اور ابھی نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اُرقم ابن ابی ارقم کے مکان میں پناہ گزیں نہیں ہوئے تھے کہ آپ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ (طبقات)

اسلام چونکہ ایسے ماحول میں آیا تھا کہ جہاں بت گری اور بت پرستی اور قتل و غارت گری، چوری، ڈکیتی، سود خواری و زناکاری اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر قبائل میں برسہا برس بغض و حسد کی چنگاری کا پلنا اور اپنے اپنے موقعہ پر اپنے حریف کو لوٹ کھسوٹ لینا، عورتوں کا میراث سے یکسر محروم رکھنا اور بہت سے دوسرے انسانیت سوز طریقے رائج تھے۔

یہی ان کا مذہب اور یہی ان کا طریق زندگی تھا تو بھلا ایسی صورت میں اسلام جیسے پاکیزہ اور صاف ستھرے مذہب کا نمودار ہونا ان کی طبیعتوں کے کب موافق ہو سکتا تھا۔ بالآخر اسلام اور اس کے ماننے والوں سے مخالفت شروع ہو گئی اور مسلمانوں کی ایذارسانی کے درپے ہوگئے۔ جب کفار کی ستم ظریفیاں زیادہ ہوتی گئیں تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ اجازت دے دی کہ تم میں سے جو چاہے حبشہ چلا جائے۔ وہاں کا بادشاہ ظلم نہیں کرتا۔

آپ کے کہنے پر گیارہ مرد اور پانچ عورتوں نے ہجرت کی اور کچھ دنوں بعد ۸۳ مرد اور ۱۱ عورتوں کا دوسرا قافلہ بھی روانہ ہوا۔ اس میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ دونوں ہجرتیں اسلام میں پہلی ہجرتیں تھیں۔

جس اللہ کے لئے یہ مہاجرین مکہ معظمہ میں مصائب جھیل رہے تھے اس اللہ کا نام آزادی اور چین سے لینے کے لئے انہوں نے سکونت حبشہ اختیار کی تھی۔ لیکن کفار قریش کو ان چند نفوس کا حبشہ میں آزادی سے خدا کا نام لینا بھی گوارا نہ ہوا۔

انہوں نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کی سرکردگی میں ایک وفد نجاشی (یہ حبشہ کا بادشاہ تھا) کے دربار میں بھیجا کہ کسی بہانہ سے ان پناہ گزین مسلمانوں کو وہاں سے نکلوا دیا جائے۔ اور مکہ واپس کرا کر ان پر مشق ستم کی جائے۔

یہ وفد حبش پہنچا۔ دربار کے پادریوں سے ملا۔ تحائف پیش کئے اور کہا کہ ہمارے شہر کے چند نادانوں نے ایک نیا مذہب نکالا ہے۔ جب ہم نے انہیں شہربدر کر دیا تو یہاں آکر پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ان مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔

"نجاشی نے مسلمانوں کو بلوا بھیجا اور حقیقت حال دریافت کی۔ نمائندگی کرتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب نے جواب دیا۔

"اے بادشاہ! ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے

۴۔ یورپ کا یہ حکیمانہ عمل قدر کو لعنت انسانیت برداشت نہیں کر سکتی ہے (ذٰلک) تاؤ و او تو یہ ہے

ہر طرح کی نفسانی خواہشات میں مبتلا تھے۔ کمزوروں پر ظلم کرتے تھے۔ ان کے مال میں ناجائز تصرف کرتے تھے۔

ہماری ہدایت کے لئے خداوند قدوس نے ایک نبی بھیجا جس کے خاندان اور نسب و حسب، امانت و صداقت، زہد و تقویٰ، عفت و صلہ رحمی سے ہم سب واقف ہیں اس نے ہم کو خدا کی توحید کی طرف دعوت دی اور خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا ہے بتوں کی پرستش اور ہر قسم کی برائیوں سے روکا ہے۔ امانت و دیانت اور راستبازی کا ہمیں سبق دیا۔ نماز و روزہ اور زکوٰۃ کی تلقین کی۔ اے بادشاہ! ہم نے اس کی باتوں کو سنا اور قبول کیا۔ اور اس کے بتائے ہوئے راستہ کو اختیار کیا۔ اس لئے ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی۔ اور ہم کو ہر قسم کی تکلیفیں دینے لگی۔ جب مکہ میں ہمارا رہنا دشوار ہو گیا تو ہم لوگوں نے آپ کے ملک میں آکر پناہ لی"۔

نجاشی نے کہا جو کلام خدا کی طرف سے تمہارے نبی پر اترا ہے اس کا کچھ حصہ ہمیں سناؤ"

چنانچہ امیر مہاجرین حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کھیٰعص کی ابتدائی آیات پڑھیں۔ نجاشی اور اس کے ساتھی بہت روئے یہانتک کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔

نجاشی اور اس کے مصاحبین کی یہ حالت دیکھ کر قریش کے آدمی باہر آئے اور سمجھ گئے کہ نجاشی مسلمانوں سے اپنی پناہ واپس نہیں لے سکتا۔ لیکن عمرو بن العاص نے کہا کہ کل میں ان کے رنگ بدلوں گا۔

چنانچہ دوسرے دن پھر یہ لوگ نجاشی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک بندے تھے۔

نجاشی نے پھر صحابہؓ کو بلوایا۔ پوچھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تم کیا کہتے ہو؟

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر فرمایا کہ ہم وہی کہتے ہیں۔ جو ہمارے نبی پر ان کی شان میں نازل ہوا۔ یعنی ھو عبد اللّٰہ وَ رَسولِہٖ و روحَہٗ و کلمتہ القاھا الیٰ مریم العذراء البتول کہ وہ خدا کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کے کلمہ ہیں۔ جس کو خداوند کریم نے کنواری اور پاک مریمؑ کی طرف ڈال دیا۔

نجاشی نے کہا کہ خدا کی قسم عیسیٰ بن مریم اس کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ نجاشی کی اس بات پر سرداران حبشہ کچھ کبیدہ خاطر ہوئے تو نجاشی نے ان کو ڈانٹ دیا اور نجاشی نے کفار قریش کے تحفے بھی واپس کر دئے۔ چنانچہ کفار مکہ خائب و خاسر واپس لوٹ گئے

(اصح السیر و تاریخ اسلام)

بقیہ روحانی پرواز (بچوں کا صفحہ)

صہ ۱۹ سے آگے

کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ حشرات الارض ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے۔

چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارہ اصحاب اور اکثر تابعین کو ساتھ لے کر وسطِ جنگل میں ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر نہایت خشوع و خضوع اور رقتِ قلب سے دیر تک دعا مانگتے رہے۔ اور پکار کر کہا۔ اے شیرو! بھیڑیو! درندو! سانپو اور بچھوؤ! ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور ان کے غلام ہیں۔ اور یہاں ایک شہر بسانا چاہتے ہیں۔ ہم تم کو خدا کے نام پر حکم دیتے ہیں کہ تین دن کے اندر اندر یہاں سے خود بخود نکل جاؤ۔ ورنہ تمہیں نیست و نابود کر دیا جائیگا لکھا ہے کہ اس اعلان سے کچھ دیر بعد سب حشرات الارض خود بخود جنگل خالی کر گئے۔ اور اردگرد کے بے شمار لوگ محض یہ کرشمہ دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت سفینہؓ نامی ایک صحابی جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ وہ راستہ بھول گئے آپ اسی طرح بھولے بھٹکے پھر رہے تھے کہ آپ نے ایک شیر دیکھا جس کا منہ آپ کی طرف تھا آپ بہت خوف زدہ ہوئے مگر جلد ہی شیر کو یوں مخاطب فرمایا "اے جنگل کے بادشاہ! مجھے معلوم ہے کہ میں دین و دنیا کے بادشاہ کا ایلچی ہوں اور اپنا راستہ بھول گیا ہوں تو مجھے صحیح راستے پر لگا دے"۔

جب شیر نے یہ الفاظ سنے تو دُم ہلا کر حضرت سفینہؓ کے آگے آگے چلنے لگا۔ اور آپ کو صحیح راستے پر چھوڑ کر جنگل میں غائب ہو گیا۔

شیخ سعدیؒ نے ایک ولی اللہ کو دیکھا کہ وہ شیر پر سوار ہے اور ایک سانپ بطور چابک ان کے ہاتھ میں ہے آپ نے تعجب کیا اور اس کی وجہ دریافت کی تو ولی اللہ نے جواب دیا ؎

تو از حکم داور گردن مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

سچ ہے جو خدا کے ہو جاتے ہیں خدا اُن کا ہو جاتا ہے۔

نوٹ کرلیں

بہترین جائے نماز مسجد کی صفیں اور ہر قسم کی بستر فرشی دریاں سکولوں کے لئے جیوٹ ٹاٹ خریدنے کے بٹ دری فیکٹری گکھڑ کو یاد رکھیں۔

منیجر بٹ دری فیکٹری گکھڑ ضلع گوجرانوالہ مغربی پاکستان

بچوں کا صفحہ

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

(جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اُس کا ہو جاتا ہے)

رُوحانی پرواز

جناب حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل، لاہور

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ میں خطبہ دے رہے تھے۔ دورانِ خطبہ آپ نے فرمایا "یا ساریۃ للجبل" (اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو) غرضیکہ آپ نے دورانِ خطبہ تین بار یہی الفاظ فرمائے جس سے سب کو تعجب ہوا جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو سب نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ نے دورانِ خطبہ "یا ساریۃ للجبل" کیوں کہا تھا جب کہ ساریہؓ سینکڑوں میل دُور جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جہاں اسلامی فوجیں لڑ رہی ہیں وہاں پر غنیم نے ایک درّہ سے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے مَیں نے ساریہؓ کو آواز دی تاکہ وہ سنبھل جائیں اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اور جب ساریہؓ واپس تشریف لائے تو تمام لوگوں نے ان سے پوچھا کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کی وہ آواز سنی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ دشمن واقعی اس درّہ سے حملہ کرنے والا تھا اگر حضرت عمرؓ آواز نہ دیتے تو ہمیں بہت نقصان اٹھانا پڑتا مگر آپ کی آواز سے ہم چوکنے ہو گئے اور دشمنوں کے منہ پھیر دئے۔

اسی طرح حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں عقبہ بن نافعہ شمالی افریقہ کے گورنر تھے۔ آپ نے تونس کے خلاف جنگی ضرورت کے پیشِ نظر ایک چھاؤنی بنانی چاہی مگر اس جنگلی علاقہ میں بے شمار درندے، خونخوار بھیڑیئے زہریلے سانپ اور سیاہ بچھو سکونت پذیر تھے مزید برآں چاروں طرف گھنے جنگلات ہیں مگر آپ نے حضرت طارق کی طرح فرمایا کہ یہ لشکر خدائی لشکر ہے ناکامی

(باقی صفحہ ۱ پر)

سورۂ اخلاص کا منظوم ترجمہ

حافظ محمد ظہور الحق ظہورؔ۔ گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی گھیب

اے مرے پیارے نبیؐ! کہہ دے وہ یکتا ہے خدا
ہے وہی معبودِ برحق لائقِ حمد و ثنا
ہے نہیں اس کی صفات و ذات میں کوئی شریک
وہ نرالا ہے نہیں اس جیسا کوئی دوسرا
بے گماں، ہر حال میں ذاتِ خدا ہے بے نیاز
ہیں اُسی کے در کے سائل انبیاءؑ و اولیاءؒ
وہ کسی کا بھی نہیں محتاج اپنے کام میں
ہے جہاں محتاج اُس کا اور وہ حاجت روا
مطلقاً اس کا کوئی بیٹا نہیں بیٹی نہیں
پاک ہے اولاد سے، ماں باپ سے وہ کبریا
ہو نہیں سکتا کہ ہو اس کا کوئی ہمسر ظہورؔ!
ہے بَری اور پاک ہمجنس و برابر سے خدا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷ | The weekly "KHUDDAMUDIN" LAHORE (PAKISTAN) | ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک

۱۹۶۲ عیسوی / ۱۳۸۱ ہجری

:- برائے :- شہر لاہور و مضافات

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری (منٹ)	اختتام سحری (گھنٹہ)	افطاری (منٹ)	افطاری (گھنٹہ)
بدھ	۷ فروری	یکم رمضان	۲۹	۵	۴۳	۵
جمعرات	۸ 〃	۲ 〃	۲۹	۵	۴۴	۵
جمعہ	۹ 〃	۳ 〃	۲۸	۵	۴۵	۵
ہفتہ	۱۰ 〃	۴ 〃	۲۷	۵	۴۶	۵
اتوار	۱۱ 〃	۵ 〃	۲۶	۵	۴۷	۵
پیر	۱۲ 〃	۶ 〃	۲۶	۵	۴۷	۵
منگل	۱۳ 〃	۷ 〃	۲۵	۵	۴۸	۵
بدھ	۱۴ 〃	۸ 〃	۲۴	۵	۴۹	۵
جمعرات	۱۵ 〃	۹ 〃	۲۳	۵	۵۰	۵
جمعہ	۱۶ 〃	۱۰ 〃	۲۲	۵	۵۱	۵
ہفتہ	۱۷ 〃	۱۱ 〃	۲۱	۵	۵۲	۵
اتوار	۱۸ 〃	۱۲ 〃	۲۰	۵	۵۲	۵
پیر	۱۹ 〃	۱۳ 〃	۱۹	۵	۵۳	۵
منگل	۲۰ 〃	۱۴ 〃	۱۸	۵	۵۴	۵
بدھ	۲۱ 〃	۱۵ 〃	۱۷	۵	۵۵	۵
جمعرات	۲۲ 〃	۱۶ 〃	۱۶	۵	۵۶	۵
جمعہ	۲۳ 〃	۱۷ 〃	۱۵	۵	۵۶	۵
ہفتہ	۲۴ 〃	۱۸ 〃	۱۵	۵	۵۷	۵
اتوار	۲۵ 〃	۱۹ 〃	۱۴	۵	۵۸	۵
پیر	۲۶ 〃	۲۰ 〃	۱۳	۵	۵۹	۵
منگل	۲۷ 〃	۲۱ 〃	۱۲	۵	۰	۶
بدھ	۲۸ 〃	۲۲ 〃	۱۱	۵	۰	۶
جمعرات	یکم مارچ	۲۳ 〃	۱۰	۵	۱	۶
جمعہ	۲ 〃	۲۴ 〃	۹	۵	۲	۶
ہفتہ	۳ 〃	۲۵ 〃	۷	۵	۲	۶
اتوار	۴ 〃	۲۶ 〃	۶	۵	۳	۶
پیر	۵ 〃	۲۷ 〃	۴	۵	۴	۶
منگل	۶ 〃	۲۸ 〃	۳	۵	۵	۶
بدھ	۷ 〃	۲۹ 〃	۲	۵	۵	۶
جمعرات	۸ 〃	۳۰ 〃	۱	۵	۶	۶

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری (منٹ)	اختتام سحری (گھنٹہ)	افطاری (منٹ)	افطاری (گھنٹہ)
جمعہ	۹ مارچ	یکم شوال	عید الفطر			
ہفتہ	۱۰ 〃	۲ 〃	۵۹	۴	۷	۶
اتوار	۱۱ 〃	۳ 〃	۵۸	۴	۸	۶
پیر	۱۲ 〃	۴ 〃	۵۷	۴	۸	۶
منگل	۱۳ 〃	۵ 〃	۵۶	۴	۱۰	۶
بدھ	۱۴ 〃	۶ 〃	۵۴	۴	۱۱	۶
جمعرات	۱۵ 〃	۷ 〃	۵۳	۴	۱۱	۶

ضروری ہدایات

لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحری و افطاری کیلئے مندرجہ ذیل منٹ جمع (+) اور منہا (-) کرکے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

مقامات	اختتام سحری	افطاری	مقامات	اختتام سحری	افطاری
پشاور	+۸ منٹ	+۱۳ منٹ	خوشاب	+۷ منٹ	+۸ منٹ
بنوں	+۱۳ 〃	+۱۷ 〃	سرگودھا	+۸ 〃	+۸ 〃
پاراچنار	+۱۴ 〃	+۲۳ 〃	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	+۱۴ 〃	+۱۳ 〃
میراں شاہ	+۱۵ 〃	+۲۰ 〃	ڈیرہ غازیخاں	+۱۵ 〃	+۱۳ 〃
کوہاٹ	+۹ 〃	+۱۵ 〃	لائل پور	+۵ 〃	+۵ 〃
کیمبل پور	+۵ 〃	+۱۰ 〃	ملتان	+۱۲ 〃	+۱۰ 〃
میانوالی	+۱۰ 〃	+۱۲ 〃	منٹگمری	+۵ 〃	+۵ 〃
مری	+۱ 〃	+۱۱ 〃	بہاولپور	+۱۱ 〃	+۹ 〃
راولپنڈی	+۲ 〃	+۸ 〃	بہاولنگر	+۵ 〃	+۳ 〃
جہلم	+۱ 〃	+۴ 〃	رحیم یارخاں	+۱۸ 〃	+۱۵ 〃
سیالکوٹ	-۲ 〃	-۱ 〃	خان پور	+۱۷ 〃	+۱۴ 〃
جھنگ	+۵ 〃	+۸ 〃	شیخوپورہ	+۱ 〃	+۱ 〃
گوجرانوالہ	+۱ 〃	+۱ 〃	گجرات	+۲ 〃	+۲ 〃
مظفرگڑھ	+۱۰ 〃	+۱۰ 〃	چترال	+۱۱ 〃	+۱۱ 〃
کراچی	+۲۷ 〃	+۲۷ 〃	حیدرآباد سندھ	+۲۳ 〃	+۲۳ 〃
شکارپور	+۱۵ 〃	+۱۵ 〃	سکھر	+۱۸ 〃	+۱۸ 〃

:- تیار کردہ :-

احقر الانام غلام قادر اظہر۔ ہیڈ ڈرافٹسمین۔ خالد منزل ۲۷۵۶ الف۔ لائن سبحان خاں، لاہور ۸

[illegible] میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور منیجر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور